

ماہ رمضان اور روزہ کے متعلق فتاویٰ اور مسائل

(حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے فرمودات و ارشادات کی روشنی میں)
(تقریر نمبر 2)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

أَيَّامًا مَّعْدُودَاتٍ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ۗ وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مَسْكِينٍ ۖ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ ۗ وَأَنْ تَصُومُوا خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ (البقرہ: 185)

گنتی کے چند دن ہیں۔ پس جو بھی تم میں سے مریض ہو یا سفر پر ہو تو اسے چاہئے کہ وہ اتنی مدت کے روزے دوسرے ایام میں پورے کرے۔ اور جو لوگ اس کی طاقت رکھتے ہوں ان پر فدیہ ایک مسکین کو کھانا کھانا ہے۔ پس جو کوئی بھی نفلی نیکی کرے تو یہ اس کے لئے بہت اچھا ہے۔ اور تمہارا روزے رکھنا تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جب رات آجائے اور دن چلا جائے یعنی سورج غروب ہو جائے تو روزہ دار کو روزہ کھول لینا چاہیے۔

(حدیقۃ الصالحین حدیث 274 صفحہ 314)

کوئی اس پاک سے جو دل لگاوے
کرے پاک آپ کو تب اس کو پاوے
پسند آتی ہے اس کو خاکساری
تذلل ہی رہ درگاہ باری

سامعین کرام! اپنے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات کی روشنی میں رمضان و روزہ کے مسائل کو سنتے ہیں۔

اعتکاف شروع کرنے کی تاریخ

حضور ایدہ اللہ نے ایک دوست کے نام اپنے ایک خط میں تحریر فرمایا:

”آپ نے اعتکاف شروع کرنے کی تاریخ کے بارہ میں سوال اٹھایا ہے۔ مرکز میں تو ہمیشہ سے یہ طریق رہا ہے کہ لوگ 20 رمضان کی صبح سے لے کر عصر کے بعد تک بیٹھے رہے ہیں۔ آجکل چونکہ رمضان کی تاریخوں کا پہلے ہی واضح طور پر پتہ لگ جاتا ہے اور اعتکاف میں دس دن پورے کرنے بھی ضروری ہوتے ہیں اس لئے انتظامیہ سہولت کے مطابق فیصلہ کر لیتی ہے اور 20 کی عصر کے بعد بھی بیٹھیں تو 10 دن تو پورے ہو ہی جاتے ہیں۔“

(خط بنام مکرم ناز احمد ناصر صاحب محررہ 26/ اگست 2011ء)

معتکف کو ہدایات

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ بھی بتایا کہ اعتکاف کس طرح بیٹھنا چاہئے، بیٹھنے والوں اور دوسروں کے لئے کیا کیا پابندیاں ہیں روایت میں آتا ہے کہ ”آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کھجور کی خشک شاخوں کا حجرہ بنایا گیا، ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے باہر جھانکتے ہوئے فرمایا، نمازی اپنے رب سے راز و نیاز میں مگن ہوتا ہے اس لئے ضروری ہے کہ ایک دوسرے کو سننے کے لئے قراءت بالجہر نہ کرو۔“

(خطبات جمعہ 29/ اکتوبر 2004ء)

اعتکاف کا طریق اور اس بابت بعض اہم مسائل

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اعتکاف کے بارے میں فرمایا:

”پہلی بات تو یہ یاد رکھیں کہ اعتکاف رمضان کی ایک نقلی عبادت ہے۔ اس لیے جگہ کی مناسبت سے، اس کی گنجائش کے مطابق جو مرکزی مساجد ہیں ان میں یا جو بھی اپنے شہر کی مسجد ہو اس میں بھی حالات کے مطابق اعتکاف بیٹھنے کی اجازت دی جاتی ہے۔ بعض لوگوں کا زور ہوتا ہے کہ ہم نے ضرور اعتکاف بیٹھنا ہے اور فلاں مسجد میں ہی ضرور بیٹھنا ہے۔ مثلاً ربوہ میں مسجد مبارک میں یا مسجد اقصیٰ میں بیٹھنا ہے یا یہاں مسجد فضل میں بیٹھنا ہے یا مسجد بیت الفتوح میں بیٹھنا ہے۔ اور پھر اس کے لیے زور بھی دیا جاتا ہے، خط پہ خط لکھے جاتے ہیں اور سفارش کرنے کی درخواستیں کی جاتی ہیں۔ تو یہ طریق غلط ہے۔ دعا کی قبولیت تو اللہ تعالیٰ کا فضل ہو تو کہیں بھی ہو سکتی ہے۔ یہ تو نہیں فرمایا کہ جو اعتکاف بیٹھیں گے ان کو لیلیۃ القدر حاصل ہوگی اور باقیوں کو نہیں ہوگی۔ کسی خاص جگہ سے تو مخصوص نہیں ہے ہاں بعض جگہوں کی ایک اہمیت ہے اور ان کے قرب کی وجہ سے بعض دفعہ جذبات میں خاص کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ لیکن یہ سوچ بہر حال غلط ہے کہ ہم نے فلاں جگہ ضرور بیٹھنا ہے۔ بعض دفعہ لوگوں کو صرف یہ خیال ہوتا ہے کہ پچھلے سال فلاں بیٹھا تھا اس لیے اس سال ہمیں باری دی جائے۔ یا اس سال ہم نے ضرور بیٹھنا ہے۔ یہ دیکھا دیکھی والی بات ہو جاتی ہے۔ نیکیوں میں بڑھنے والی بات نہیں رہتی۔“

(خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 779-780)

دوران اعتکاف بلند آواز سے تلاوت کرنا مناسب نہیں جبکہ قریب دیگر معتکفین بھی ہوں

حضور ایدہ اللہ فرماتے ہیں:

”آپ نے ہمیں یہ بھی بتایا کہ اعتکاف کس طرح بیٹھنا چاہیے، بیٹھنے والوں اور دوسروں کے لیے کیا کیا پابندیاں ہیں روایت میں آتا ہے کہ ”آپ نے رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کیا، آپ کے لیے کھجور کی خشک شاخوں کا حجرہ بنایا گیا، ایک دن آپ نے باہر جھانکتے ہوئے فرمایا، نمازی اپنے رب سے راز و نیاز میں مگن ہوتا ہے اس لیے ضروری ہے کہ ایک دوسرے کو سننے کے لیے قراءت بالجہر نہ کرو۔“ (مسند احمد بن حنبل جلد 2 صفحہ 67)۔ یعنی مسجد میں اور بھی لوگ اعتکاف بیٹھے ہوں گے اس لیے فرمایا معتکف اپنے اللہ سے راز و نیاز کر رہا ہوتا ہے، دعائیں کر رہا ہوتا ہے۔ قرآن شریف بھی اگر تم نماز میں پڑھ رہے ہو یا ویسے تلاوت کر رہے ہو تو اونچی آواز میں نہ کرو تاکہ دوسرے ڈسٹرب نہ ہوں۔ بلکہ آواز میں تلاوت کرنی چاہیے۔ سوائے اس کے کہ اب مثلاً جماعتی نظام کے تحت بعض مساجد میں خاص وقت کے لیے درسوں کا انتظام ہوتا ہے۔ وہ ایک جماعتی نظام کے تحت ہے اس کے علاوہ ہر ایک معتکف کو نہیں چاہیے کہ اونچی آواز میں تلاوت بھی کرے یا نماز ہی پڑھے۔ کیونکہ اس طرح دوسرے ڈسٹرب ہوتے ہیں۔ تو یہ ہیں احتیاطیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائیں۔“

(خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 781)

دوران اعتکاف معتکفین کو دعا کی پرچیاں دینا؟

”معتکف کے لیے بڑی تکلیف دہ صورتحال ہوتی ہے کہ وہ اپنی عبادت میں مصروف ہوتا ہے پردہ کے لیے ایک چادر ہی ٹانگی ہوتی ہے نا۔ پردہ کے پیچھے سے ایک ہاتھ اندر داخل ہوتا ہے جس میں مٹھائی اور ساتھ پرچی ہوتی ہے کہ میرے لیے دعا کرو یا نمازی سجدے میں پڑا ہوا ہے اوپر سے پردہ خالی ہوتا ہے تو اوپر سے کاغذ آکر اس کے اوپر گر جاتا ہے (ساتھ نام ہوتا ہے) کہ میرے لیے دعا کرو۔ یا ایک پُر اسرار آواز پردے کے پیچھے سے آتی ہے آہستہ سے کہ میں فلاں ہوں میرے لیے دعا کرو۔ یہ سب غلط طریقے ہیں۔“

(خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 781-782)

مساجد میں معتکفین کے لیے افطاریوں کی بابت ہدایات

”شام کو افطاریوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ افطاریاں بڑی بڑی آتی ہیں ٹرے لگ کے، بھر کے، جو معتکف تو کھا نہیں سکتا لیکن مسجد میں ایک شور بھی پڑ جاتا ہے اور گند بھی ہو رہا ہوتا ہے۔ اور پھر جو لوگ افطاریاں بھیج رہے ہوتے ہیں۔ بعض بڑے فخر سے بتاتے بھی ہیں کہ آج میں نے افطاری کا انتظام کیا ہوا تھا، کیسی تھی؟ کیا تھا؟ یا دوسروں کو بتا رہے ہیں کہ یہ کچھ تھا۔ میری افطاری بڑی پسند کی گئی۔ پھر اگلے دن دوسرا شخص اس سے بڑھ کر افطاری کا اہتمام کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ تو یہ سب فخر و مباہات کے زمرے میں چیزیں آتی ہیں۔ بجائے اس کے کہ خدمت کی جائے یہ دکھاوے کی چیزیں بن جاتی ہیں۔ اس لیے یا تو اعتکاف بیٹھنے والا، اپنے گھر سے سحری اور افطاری منگوائے یا جماعتی نظام کے تحت مہیا ہو۔ ناموں کے ساتھ ہر ایک کے لیے علیحدہ علیحدہ افطاریاں آنی غلط طریق کار ہے۔ یہ کہیں بھی جماعت کی مساجد میں نہیں ہونا چاہیے۔ کیونکہ اس سے آگے اور بدعتیں بھی پھیلتی چلی جائیں گی۔“

(خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 782)

اعتکاف کے دوران دنیوی امور کی بابت گفت و شنید؟

سامعین! بعض لوگ اعتکاف کے دوران بھی اپنے دنیوی کاموں میں مصروف رہتے ہیں یا آجکل کے حالات کے مطابق اپنے موبائل کا فون کا استعمال کرتے ہیں اس بارے میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

”بعض لوگ اعتکاف بیٹھ کر بھی کچھ وقت کے لیے دیناداری کے کام کر لیتے ہیں۔ مثلاً بیٹے کو کہہ دیا، یا اپنے کام کرنے والے کارندے کو کہہ دیا کہ کام کی رپورٹ فلاں وقت مجھ کو دے جایا کرو۔ کاروباری مشورے لینے ہوں تو فلاں وقت آجایا کرو کاروباری مشورے دیا کروں گا۔ یہ طریق بھی غلط ہے۔ سوائے اشد مجبوری کے یہ کام نہیں ہونا چاہیے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس بارے میں سوال ہوا کہ آدمی جب اعتکاف میں ہو تو اپنے دنیوی کاروبار سے متعلق بات کر سکتا ہے یا نہیں؟ آپ نے فرمایا کہ سخت ضرورت کے سبب کر سکتا ہے اور بیمار کی عیادت کے لیے اور حوائج ضروریہ کے واسطے باہر جاسکتا ہے۔ فرمایا کہ سخت ضرورت کے تحت۔ یہ نہیں ہے کہ جیسا میں نے پہلے کہا کہ روزانہ کوئی وقت مقرر کر لیا، فلاں وقت آجایا کرو اور بیٹھ کر کاروباری باتیں ہو جایا کریں گی۔ اگر اتفاق سے کوئی ایسی صورت پیش آگئی ہے کسی سرکاری کاغذ پر دستخط کرنے ہیں، تاریخ گزر رہی ہے یا کسی ضروری معاہدے پر دستخط کرنے ہیں، تاریخ گزر رہی ہے یا اور کوئی ضروری کاغذ ہے، ایسے کام تو ہو سکتے ہیں۔ لیکن ہر وقت، روزانہ نہیں۔“

(خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 782-783)

کیا معتکف بیمار کی عیادت کے لیے جاسکتا ہے؟

حضور ایدہ اللہ فرماتے ہیں:

”یہ جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ بیمار کی عیادت کے لیے جاسکتے ہیں۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ نہیں نکلتا چاہیے۔ یہ بھی عین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے مطابق ہے۔ حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار پر سی کے لیے جاتے اور آپ اعتکاف میں ہوتے۔ پس آپ قیام کیے بغیر اس کا حال پوچھتے۔“ (ابوداؤد۔ کتاب الصیام باب المعتکف یعود البریض) پھر اسی طرح ابن عیسیٰ کی ایک ایسی ہی روایت ہے۔ تو تیمارداری جائز ہے لیکن کھڑے کھڑے اور آگئے۔ یہ نہیں کہ وہاں بیٹھ کر ادھر ادھر کی باتوں میں وقت ضائع کرنا شروع کر دیا یا باتیں بھی شروع ہو گئیں۔ اور یہ بھی اس صورت میں ہے (وہاں مدینے میں بڑے قریب قریب گھر بھی تھے) کہ قریب گھر ہوں اور کسی خاص بیمار کو آپ نے پوچھنا ہو، اگر ہر بیمار کے لیے اور ہر قریبی کے لیے، بہت سارے تعلق والے ہوتے ہیں آپ جانے لگ جائیں تو پھر مشکل ہو جائے گا اور یہاں فاصلے بھی دور ہیں، مثلاً جائیں تو آنے جانے میں ہمیں دو گھنٹے لگ جائیں۔ اور اگر ٹریفک میں پھنس جائیں تو اور زیادہ دیر لگ جائے گی۔ یہ قریب کے گھروں میں پیدل جہاں تک جاسکیں اس کی اجازت ہے، ویسے بھی جانے کے لیے جو جماعتی نظام ہے وہاں سے اجازت لینی ضروری ہے۔ یہ میں باتیں اس لیے کر رہا ہوں کہ بعض لوگ اس قسم کے سوال بھیجتے ہیں۔“

(خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 783-784)

معتکف کس قسم کی حوائج ضروریہ کے لیے مسجد سے باہر جاسکتا ہے؟

فرمایا:

”ام المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف میں تھے۔ میں ان کی ملاقات کو رات کے وقت گئی اور میں نے آپ سے باتیں کیں جب میں اٹھی اور لوٹی تو آپ بھی میرے ساتھ اٹھے۔ حضرت صفیہؓ کا گھر ان دنوں اسامہ بن زیدؓ کے مکانوں میں تھا۔ راستے میں انصاری ملے۔ انہوں نے جب آپ کو دیکھا تو تیز تیز چلنے لگے۔ آپ نے (ان انصاریوں کو) فرمایا کہ اپنی چال سے چلو۔ یہ صفیہ بنت حیٰ ہے۔ ان دنوں نے یہ سن کر کہا سبحان اللہ یا رسول اللہ! ہمارا ہرگز ایسا گمان آپ کے بارے میں نہیں ہو سکتا۔ آپ نے فرمایا: نہیں، شیطان خون کی طرح آدمی کی ہر رگ میں حرکت کرتا ہے۔ مجھے خوف ہوا کہیں شیطان تمہارے دل میں بُری بات نہ ڈال دے۔“ (ابو داؤد کتاب الصیام باب المعتکف یدخل البیت لحاجتہ) تو ایک تو آپ نے اس میں شیطانی وسوسے کو دور کرنے کی کوشش فرمائی۔ بتا دیا کہ یہ حضرت صفیہ ہیں، ازواجِ مطہرات میں سے ہیں۔ دوسرے یہ کہ اعتکاف کی حالت میں مسجد سے باہر کچھ دُور تک چلے جانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ بلکہ اگر مسجد میں حوائج ضروریہ کا انتظام نہیں ہے، غسل خانوں وغیرہ کی سہولت نہیں ہے تو اگر گھر قریب ہے تو وہاں بھی جایا جاسکتا ہے۔ آج کل تو ہر مسجد کے ساتھ انتظام موجود ہے اس لیے کوئی ایسی دقت نہیں ہے۔“

(خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 784)

معتکف کا مسجد کے صحن میں ٹہلنا

حضور ایدہ اللہ فرماتے ہیں:

”کچھ وقت کے لیے مسجد کے صحن میں یا باہر ٹہلنے کی ضرورت محسوس ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مجلس میں بیٹھے تھے، خواجہ کمال الدین صاحب اور ڈاکٹر عباد اللہ صاحب ان دنوں میں اعتکاف بیٹھے تھے تو آپ نے ان کو فرمایا کہ: ”اعتکاف میں یہ ضروری نہیں ہے کہ انسان اندر ہی بیٹھا رہے اور بالکل کہیں آئے جائے ہی نہ (مسجد کی) چھت پر دھوپ ہوتی ہے وہاں جا کر آپ بیٹھ سکتے ہیں۔ کیونکہ نیچے یہاں سردی زیادہ ہے۔“ وہاں تو ہیٹنگ (Heating) کا سسٹم نہیں ہوتا تھا۔ سردیوں میں لوگ دھوپ میں بیٹھے ہیں، پتہ ہے ہر ایک کو ”اور ضروری بات کر سکتے ہیں۔ ضروری امور کا خیال رکھنا چاہیے اور یوں تو ہر ایک کام (مومن کا) عبادت ہی ہوتا ہے۔“ (ملفوظات جلد دوم صفحہ 587-588) تو مومن بن کے رہیں تو کوئی ایسا مسئلہ پیدا نہیں ہوتا۔“

(خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 784-785)

دورانِ اعتکاف اپنی حالت سنوار کے رکھنا اور مناسب خوبصورتی اختیار کرنا مناسب ہے

”حضرت عائشہؓ سے مروی کہ رسول اللہؐ جب اعتکاف فرماتے تو آپ سر میرے قریب کر دیتے تو میں آپ کو کنگھی کر دیتی اور آپ گھر صرف حوائج ضروریہ کے لیے آتے۔“ (ابو داؤد کتاب الصیام۔ باب المعتکف یدخل البیت لحاجتہ) تو بعض لوگ اتنے سخت ہوتے ہیں کہ ان کا خیال ہے کہ اعتکاف میں اگر عورت کا بیوی کا ہاتھ بھی لگ جائے تو پتہ نہیں کتنا بڑا گناہ ہو جائے گا اور دوسرے یہ کہ حالت ایسی بنالی جائے، ایسا بگڑا ہوا حلیہ ہو کہ چہرے پر جب تک سنجیدگی طاری نہ ہو، حالت بھی بُری نہ ہو اس وقت تک لوگوں کا خیال ہوتا ہے کہ دوسروں کو پتہ نہیں لگ سکتا کہ یہ آدمی عبادت کر رہا ہے۔ تو یہ غلط طریق کار ہے۔ تو یہ بھی پتہ لگتا ہے کہ اعتکاف میں اپنی حالت بھی سنوار کے رکھنی چاہیے اور تیار ہو کے رہنا چاہیے۔ اور دوسرے یہ کہ بیوی یا کسی محرم رشتے دار سے اگر آپ سر پر تیل لگوا لیتے ہیں یا کنگھی کر دیتے ہیں اس وقت جب وہ مسجد میں آیا ہو تو کوئی ایسی بات نہیں ہے۔“

(خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 785)

کیا بغیر روزہ کے اور مسجد کے باہر اعتکاف بیٹھا جاسکتا ہے؟

حضور انور ایدہ اللہ نے اپنے دو مکتوبات میں اس پر روشنی ڈالی ہے۔ فرمایا:

”آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کا اعتکاف روزوں کے ساتھ ہی فرمایا کرتے تھے۔ اسی لیے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ السُّنَّةُ عَلَي الْمُعْتَكِفِ أَنْ لَا يَعُوذَ مَرِيضًا وَلَا يَشْهَدَ جَنَازَةً وَلَا يَمَسَّ امْرَأَةً وَلَا يُبَايِعَ هَا وَلَا يَخْرُجَ لِحَاجَةٍ إِلَّا لِمَا لَا بُدَّ مِنْهُ وَلَا اعْتِكَافٍ إِلَّا بِصَوْمٍ وَلَا اعْتِكَافٍ إِلَّا فِي مَسْجِدٍ جَامِعٍ۔ (سنن ابی داؤد کتاب الصوم باب الْمُعْتَكِفِ يَعُوذُ الْمَرِيضُ) یعنی سنت یہ ہے کہ معتکف کسی مریض کی عیادت اور نماز جنازہ

کے لیے مسجد سے باہر نہ جائے اور بیوی کو (شہوت کے ساتھ) نہ چھوئے اور نہ اس کے ساتھ مباشرت کرے اور سوائے انسانی ضرورت (قضائے حاجت وغیرہ) کے کسی اور ضرورت کے لیے مسجد سے باہر نہ نکلے اور روزوں کے بغیر اعتکاف درست نہیں اور جامع مسجد کے سوا کسی اور جگہ اعتکاف درست نہیں۔

پس مسنون اعتکاف کے بارے میں صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور علماء و فقہاء کا یہی موقف ہے کہ اس کے لیے روزے رکھنے ضروری ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت متواترہ یہی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری دس دن مسجد میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔ (صحیح مسلم کتاب الاعتکاف باب اعتکاف العشاء الاواخر من رمضان)۔ باقی جہاں تک رمضان کے مسنون اعتکاف کے علاوہ عام اعتکاف کرنے یا کسی نذر کا اعتکاف کرنے کی بات ہے تو ایسا اعتکاف روزے کے بغیر بھی کیا جاسکتا ہے اور یہ اعتکاف چند دنوں یا چند گھنٹوں کا بھی ہو سکتا ہے۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے زمانہ جاہلیت میں نذرمانی تھی کہ میں ایک رات کے لیے مسجد حرام میں اعتکاف کروں گا۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی نذر کو پورا کرو۔ (سنن ترمذی کتاب النذور والایمان باب ما جاء فی وقایئ النذر)

پس خلاصہ کلام یہ کہ رمضان کا مسنون اعتکاف روزوں کے ساتھ، رمضان کے آخری دس دنوں میں مسجد میں ہو سکتا ہے۔ جبکہ رمضان کے علاوہ عام اعتکاف روزوں کے بغیر اور کم یا زیادہ وقت کے لیے ہو سکتا ہے۔“

(بنیادی مسائل کے جوابات جلد اول صفحہ 36-37)

روزہ میں حیض آجانے کی صورت میں؟

سامعین! اس سوال پر کہ روزہ کے دوران اگر کسی خاتون کے ایام حیض شروع ہو جائیں تو اسے روزہ کھول لینا چاہیے یا اس روزہ کو مکمل کر لینا چاہیے۔ نیز جب یہ ایام ختم ہوں تو سحری کے بعد پاک صاف ہو سکتے ہیں یا سحری سے پہلے پاک ہونا ضروری ہے؟ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

”عورت کی اس فطرتی حالت کو قرآن کریم نے ”اَذًی“ یعنی تکلیف کی حالت قرار دیا ہے اور اسلام نے اس کیفیت میں عورت کو ہر قسم کی عبادات کے بجالانے سے رخصت دی ہے۔ اس لیے جس وقت ایام حیض شروع ہو جائیں اسی وقت روزہ ختم ہو جاتا ہے اور ان ایام کے پوری طرح ختم ہونے پر اور مکمل طور پر پاک ہونے کے بعد ہی روزے رکھے جاسکتے ہیں۔ نیز جو روزے ان ایام میں (بشمول آغاز اور اختتام والے دن کے) چھوٹ جائیں، ان روزوں کو رمضان کے بعد کسی وقت بھی پورا کیا جاسکتا ہے۔“

(بنیادی مسائل کے جوابات جلد اول صفحہ 268)

کن لوگوں کے لیے روزہ کا فدیہ ہے؟ اور اس کی مقدار؟

سامعین! فدیہ کے بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو طاقت رکھتے ہیں، مالی وسعت رکھتے ہیں اگر کسی وجہ سے وہ روزہ نہیں رکھ سکے تو فدیہ دیا کریں اور فدیہ کیا ہے ایک مسکین کو کھانا کھلانا۔ اس کے مطابق جس طرح تم خود کھاتے ہو کیونکہ دوسرے کی عزت نفس کا بھی خیال رکھنے کا حکم ہے۔ اس لیے اچھا کھانا کھاؤ، یہ نہیں کہ میں روزے رکھتا تو اعلیٰ کھانے کھاتا لیکن تم چونکہ کم حیثیت آدمی ہو اس لیے تمہارے لیے فدیہ کے طور پر یہ بچا کھچا کھانا ہی موجود ہے۔ نہیں۔ یہ نہیں ہے، تمہاری نیکی تو اس وقت ہی نیکی شمار ہوگی جب تم خدا کی رضا کی خاطر یہ کر رہے ہو گے نہ کہ اس غریب پر احسان جتانے کے لیے۔ تو جب تم خدا کی رضا کی خاطر یہ فدیہ دو گے تو ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری اس بیماری کی حالت کو صحت میں بدل دے۔ کیونکہ فرمایا کہ تمہارا روزے رکھنا بہر حال تمہارے لیے بہتر ہے۔“

(خطبات مسرور جلد 1 صفحہ 427-428)

کون کون احباب صرف فدیہ ادا کر سکتے ہیں؟

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ”اللہ تعالیٰ نے خود ہی مرلیض اور مسافر کو سہولت دے دی ہے۔ پھر فرماتا ہے کہ جو روزے کی طاقت نہ رکھتے ہوں ان کے لیے فدیہ ہے، پھر وہ ایک مسکین کو روزہ رکھوائے۔ لیکن جو بعد میں روزے پورے کر سکتے ہیں وہ بھی اگر فدیہ دیں تو ٹھیک ہے، ایک نفل ہے، تمہارے لیے بہتر ہے۔ لیکن جب وہ حالت دوبارہ قائم ہو جائے،

صحت بحال ہو جائے یا جو وجہ تھی وہ دور ہو جائے تو پھر رمضان کے بعد روزے رکھنا ضروری ہے باوجود اس کے کہ تم نے فدیہ دیا ہے، یہی چیز ثواب کا باعث بنے گی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد ”وہ لوگ ہیں جن کو کبھی امید نہیں کہ پھر روزہ رکھنے کا موقع مل سکے۔“ دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں، ایک وہ بیمار جن کی عارضی بیماری ہے دور ہوگئی۔ ایک وہ بیمار جن کی بیماری مستقل ہے اور بعد میں ان کو روزہ رکھنے کا موقع نہیں مل سکتا۔ تو فرمایا کہ ”جن کو کبھی امید نہیں کہ روزہ رکھنے کا موقع مل سکے، مثلاً ایک نہایت بوڑھا، ضعیف انسان یا ایک کمزور حاملہ عورت جو دیکھتی ہے کہ بعد وضع حمل بسبب بچے کو دودھ پلانے کے وہ پھر معذور ہو جائے گی اور سال بھر اسی طرح گزر جائے گا ایسے اشخاص کے واسطے جائز ہو سکتا ہے کہ وہ روزہ نہ رکھیں کیونکہ وہ روزہ رکھ ہی نہیں سکتے اور فدیہ دیں باقی اور کسی کے واسطے جائز نہیں کہ صرف فدیہ دے کر روزہ کے رکھنے سے معذور سمجھا جاسکے۔“

(خطبات مسرور جلد پنجم صفحہ 382)

بغیر وجہ کے روزہ کی جگہ صرف فدیہ ادا کرنا درست نہیں
فرمایا:

”فطری مجبوریوں سے فائدہ تو اٹھاؤ لیکن تقویٰ بھی مد نظر ہو کہ ایسی حالت ہے جس میں روزہ ایک مشکل امر ہے تو اس لیے روزہ چھوڑا جا رہا ہے، نہ کہ بہانے بنا کر۔ پھر اس کا مدد اس طرح کرو کہ ایک مسکین کو روزہ رکھو اور یہ نہیں کہ بہانے بنا تے ہوئے کہہ دو کہ میں روزہ رکھنے کی ہمت نہیں رکھتا، پیسے میرے پاس کافی موجود ہیں، کشائش ہے، غریب کو روزہ رکھو دیتا ہوں۔ ثواب بھی مل گیا اور روزے سے جان بھی چھوٹ گئی۔ نہ یہ تقویٰ ہے اور نہ اس سے خدا تعالیٰ کی رضا حاصل ہو سکتی ہے۔ اگر نیک نیتی سے ادا نہ کی گئی نمازوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نمازیوں کے منہ پر ماری جاتی ہیں تو جو فدیہ نیک نیتی سے نہ دیا گیا بد نیتی سے دیا گیا ہو گا، یہ بھی منہ پر مارا جانے والا ہو گا۔“

(خطبات مسرور جلد پنجم صفحہ 383)

اگر کوئی سالہا سال روزے نہیں رکھے تو وہ اب کیا کرے؟
حضور ایدہ اللہ فرماتے ہیں:

”بعض لوگ سستی کی وجہ سے یا کسی عذر یا بہانہ کی وجہ سے روزے نہیں رکھتے۔ ان کو خیال آجاتا ہے کہ روزے رکھنے چاہئیں۔ بعض لوگوں کو ایک عمر گزرنے کے بعد خیال آتا ہے کہ ایک عمر گزار دی۔ صحت تھی، طاقت تھی، مالی وسعت تھی، تمام سہولیات میسر تھیں اور روزے نہیں رکھے۔ تو مجھے جو نیکیاں بجالانی تھیں نہیں ادا کر سکا تو اب کیا کروں؟ تو ایسا ہی ایک شخص حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور سوال کیا کہ میں نے آج سے پہلے کبھی روزہ نہیں رکھا اس کا کیا فدیہ دوں؟ فرمایا: خدا ہر شخص کو اس کی وسعت سے باہر دکھ نہیں دیتا۔ وسعت کے موافق گزشتہ کا فدیہ دے دو اور آئندہ عہد کرو کہ سب روزے رکھوں گا“ (البدرد جلد 1 نمبر 12 تاریخ 16 جنوری 1903ء)۔

(خطبات مسرور جلد 1 صفحہ 429-428)

اللہ تعالیٰ ہمیں رمضان المبارک کے روزے ان کا حق ادا کرتے ہوئے رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(کمپوزڈ: منہاس محمود۔ جرمنی)

